Al-Qalam القلم

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 43-64

مفاتیح الغیب میں امام رازی کے منہج کا تنقیدی مطالعہ

A Critical Study on Methodology of Imam Razi's Mafatih-al-Ghayb

Muhammad Mahmood ul Hassan Shah *(Correspondence Author)*
PHD Scholar, Department of Islamic Studies
University of Okara, Okara Pakistan.
Email: mahmood2letters@gmail.com
Dr. Sajid Iqbal,
Asst. Prof. Department of Islamic Studies University of Sargodha.
Muhammad Nadeem
PHD Scholar, Department of Islamic Studies
University of Karachi, Karachi Pakistan

KEYWORDS

Al-Razi, Mafatih-al-Ghayb, Methodology, Rationalism, Tradition, Critiques.

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT

Imam Fakhr-ul-Din Muhammad Al-Razi was one of the greatest 12th century Persian Islamic scholar, polymath and theologian. He was a Sunni, Ashari and Shafii as well as a philosopher and logician. His greatest accomplishment is Mafatih-al-Ghayb (keys to the unknown); an exegesis of the Quran that is apprised by the scholars one of the best Quranic commentaries that defends Islamic traditional thoughts and refutes theories and arguments of old dissenting sects with logical rationality. Ergo, this book is vastly considered an exegesis that was mainly written on the basis of rationalism. However, irrespective of believing it, there are ample proofs to justify that this book not only deals rationally with theological challenges of that era but protects Islamic theology with traditional tools as well. It's very methodology is non-traditional but, nonetheless, is perfectly essential to answer this critical present time as well as its author's crucial epoch.

تعارفِ امام رازیؒ

۱۔ آپ کا اسم گرامی "محمد" والد کا نام عمر، کنیت: ابن خطیب الری، ابن الخطیب، ابو الفضل، ابو المعالی اور ابو عبد اللہ ہے۔ آپ "الفخر الرازی" کے نام سے مشہور ہیں اور آپ کے القاب میں سے امام، فخر الدین، الرازی اور شیخ الاسلام ہیں۔ آپ کی پیدائش کا مقام موجودہ ایران کا شہر "رے" ہے جبکہ آپ کی پیدائش کا وقت ۵۴۴ھ بمطابق ۱۱۴۹ء (ایک قول کے مطابق ۵۴۳ھ) ہے۔ متوسط قد، فربہ جسم، لمبی گھنی داڑھی، بلند آواز، صاحبِ وقار و حشم تھے۔ آپ کا نسب محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی القرشی (التیمی) البکری الطبری ہے[1]۔

۲۔ محمد صالح الزرکان نے "فخر الدین الرازی وآراءہ الکلامیۃ والفلسفیۃ" میں تہتر (۷۳) جبکہ ڈاکٹر علی محمد حسن العماری نے "الامام فخر الدین الرازی حیاتہ وآثارہ" میں اکیاسی (۸۱) کتب کا امام رازی کی طرف صحت کے ساتھ نسبت کرتے ہوئے احصاء کیا ہے۔[2]

۳۔ آپ شہر خوارزم میں بیمار ہوئے تو ہرات منتقل ہو گئے۔ ۲۱ محرم الحرام بروز ہفتہ ۶۰۶ھ / ۱۲۰۹ء کو آپ نے شدت مرض میں اپنی وصیت کی املاء کروائی۔ آپ کی مرض بڑھتی گئی یہاں تک کہ یکم شوال عید الفطر کے دن آپ نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔[3]

تعارُف مفاتیح الغیب

۱۔ مفاتیح الغیب کے بارہ میں صاحب البدایۃ والنہایۃ علامہ ابن کثیرؒ نے کہا تھا: "امام موصوف مخالفین کے اشکال کو طویل عبارتوں سے بیان کرتے تھے اور اُس شبہ کا ازالہ نہایت مختصر انداز میں پیش کیا کرتے تھے"[4]؛ صاحب البحر المحیط ابو حیان الاندلسیؒ نے کہا تھا: "فیہ کل شیء الا التفسیر"[5]؛ صاحب الاکسیر امام الطوفی نے کہا تھا: "ولعمری کم فیہ من زلۃ و عیب"[6]؛ اور دور جدید کے عالم صاحب ترجمان القرآن ابو الکلام آزاد نے کہا تھا: "۔۔۔ جب امام رازیؒ نے تفسیر کبیر لکھی اور پوری کوشش کی کہ قرآن کا سراپا اس مصنوعی لباس وضعیت سے آراستہ ہو جائے۔ اگر امام رازیؒ کی نظر اس حقیقت پر ہوتی، تو ان کی پوری تفسیر نہیں تو دو تہائی حصہ یقیناً بے کار ہو جاتا"[7]؛ لیکن دوسری طرف یقیناً اسی کتاب کے بارہ میں صاحب مرآۃ الجنان امام یافعیؒ نے کہا تھا: "جمع فیہ من الغرائب والعجائب"[8]؛ صاحبِ کشف الظنون حاجی خلیفہؒ نے کہا تھا: "وخرج من شیء الی شیء حتی یقضی الناظر العجب"[9]؛ صاحب تبیان القرآن علامہ سعیدیؒ نے کہا تھا: "۔۔۔ لیکن امام رازیؒ نے ان تمام امور کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے 'اسرار و نکات' بیان کئے ہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات سے اللہ تعالیٰ کی توحید پر 'استدلال' کیا ہے۔ سیدنا محمد ﷺ کی نبوت کی صداقت پر متعدد آیات سے 'استنباط' کیا ہے۔۔۔"[10]؛ اگناز گولڈزیہر مستشرق نے کہا تھا: "عظیم متکلم دین کے عظیم فلسفی فخر الدین الرازی المتوفی ۶۰۶ھ / ۱۲۰۹ء اپنی قرآن کی تفسیر عظیم میں، جسے بجاطور

پر ادب کا آخری شہ پارہ اور تفسیر کی دنیا کا اصل الاصول کہنا چاہئے ، یہ عہد کر چکے تھے کہ فرقہ معتزلہ کے مستنبطات کو زیر بحث لائیں گے اور کامل طریقہ پر چلتے ہوئے آخری درجہ میں اُن کے دلائل کو رد کریں گے "[11]

اور صاحب علوم القرآن مولانا تقی عثمانی نے کہا ہے:"جس طرح روایت کے اعتبار سے تفسیر ابن کثیرؒ نہایت جامع اور بے نظیر تفسیر ہے، اسی طرح علوم درایت کے لحاظ سے تفسیر کبیر کا کوئی جواب نہیں"[12]

۲۔ڈاکٹر علی محمد حسن العماری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الامام فخر الدین الرازی حیاتہ و آثارہ" میں اور علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تبیان القرآن" میں دلائلِ قاہرہ و قاطعہ سے مبرَہن کیا ہے کہ امام رازیؒ نے مفاتیح الغیب کو اپنی زندگی میں خود مکمل کیا تھا۔[13]

منہج

مفاتیح الغیب میں استقراء کے بعد مندرجہ ذیل مناہج کا استنباط کیا گیا ہے۔

ا۔استطراد

لغوی مفہوم

لفظ استطراد باب استفعال کا مصدر ہے اس کا مجرد "طرد" ہے۔طَرَدَ، یَطرُدُ طَرداً، کے معنی دور کرنے، دھتکارنے کے ہیں اور "طردت الرجل" اس وقت کہا جاتا ہے جب ایک شخص کو اس کی جگہ سے دور کر دیا جاتا ہے۔[14] چونکہ باب استفعال کی خاصیت ہے کہ اُس میں فعل کو طلب کیا جاتا ہے، اس لئے یقیناً استطراد کے لغوی معنی ہوں گے کسی ایسی چیز کو طلب کرنا جو دور کر دی گئی ہو اور دھتکار دی گئی ہو[15]

اصطلاحی مفہوم

"سوق الکلام علی وجہ یلزم منہ کلام آخر وھو غیر مقصود بالذات بل بالعرض "[16] کلام کو اس طریقہ پر جاری کرنا کہ اُس کے ذریعہ سے دوسرا کلام کرنا لازم آئے اور وہ دوسرا کلام حقیقت میں مقصود بالذات نہ ہو بلکہ (ضروری وجوہر کے مقابلہ میں غیر ضروری اور) عرض ہو۔

مفاتیح الغیب میں منہج کے اعتبار سے استطراد کی چار اقسام بنائی جاسکتی ہیں۔

i۔استطراد کاملہ ونافعہ ii۔استطراد کاملہ وغیر ضارّہ iii۔استطراد ناقصہ ونافعہ iv۔استطراد ناقصہ وغیر ضارّہ

استطرادِ کاملہ ونافعہ

امام رازی مفاتیح الغیب کے مقدمۃ المصنف میں "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" کی تفسیر میں کہتے ہیں۔

" اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تعوّذ سے جمیع منہیات و محظورات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ منہیات یا تو اعتقادات کے باب سے ہوتی ہیں یا اعمال کے حوالہ سے ہوتی ہیں، جہاں تک

اعتقادات کی بات ہے تو اس حوالہ سے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خبر مشہورہ ہے کہ عنقریب میری امت تہتّر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اور وہ سارے کے سارے جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک فرقہ کے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بہتّر (۷۲) فرقے عقائد فاسدہ اور مذاہب باطلہ سے موصوف ہوں گے۔ پھر اُن بہتّر (۷۲) فرقوں میں سے ہر ایک کی ضلالت کسی ایک مسئلہ کے ساتھ مختص نہیں ہو گی بلکہ وہ ضلالت اُن مباحث کے مسائل کثیرہ سے حاصل ہو گی جو کہ ذات باری تعالیٰ اُس کی صفات واحکام، اس کے افعال واسماء مسائل جبر و قدر اور تعدیل و تجویز وغیرہ سے متعلق ہوں گے . . . جہاں تک اعمال باطلہ کا تعلق ہے تو یہ ہر اُس چیز سے عبارت ہیں کہ جس کے بارے میں کوئی نہی آئی ہو۔ عام ازیں کہ وہ نہی قرآن میں ہو یا اخبار متواترہ میں ہو یا اخبار آحاد میں ہو۔ اجماع امت میں ہو یا قیاسات صحیحہ میں ہو۔ بہر حال منہیات ہزاروں میں ہیں اور ہمارا قول" اعوذ باللہ "ان جمیع منہیات کو شامل ہے پس ثابت ہو گیا کہ ہمارا قول "اعوذ باللہ" اہم مسائل معتبرہ میں سے کم و بیش "دس ہزار" مسائل پر مشتمل ہے"[17]

مذکورہ بالا منہج استطراد کاملہ ونافعہ ہے اس میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح منطقی انداز میں درجہ بدرجہ بات سے بات نکل رہی ہے اور موضوعِ بحث سے متعلق علم نافع کا حصول ہو رہا ہے اور یہی استطراد مفاتیح الغیب کی طاقت اور اُس میں کثیر الوقوع ہے۔

استطرادِ کاملہ وغیر ضارّہ

"امام رازی مفاتیح الغیب میں سورہ مدثر میں {عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ} کے تحت المسالة الثانية کے ذیل میں فرماتے ہیں: ارباب معانی نے اس عدد (تسعہ عشر / انیس) کی تعیین میں مختلف توجیہات کی ہیں۔ ایک توجیہ تو وہ ہے جسے ارباب حکمت نے بیان کیا ہے کہ انسانی نفس میں فساد اُس کی قوت نظریہ و عملیہ میں فساد کے سبب سے پیدا ہو تا ہے جو کہ قُوئ حیوانیہ وطبیعہ ہیں۔ جہاں تک حیوانی قوتوں کا تعلق ہے تو پانچ ظاہری اور پانچ باطنی اور دو قوت شہوانیہ اور قوت غضبیہ ہیں۔ یہ کل بارہ ہو گئیں۔ اور جہاں تک قُوئ طبیعہ کا تعلق ہے تو وہ قوت جاذبہ، ماسکہ، ہاضمہ، دافعہ، غاذبہ، نامیہ اور مولدہ ہے اور یہ کل سات ہوئیں۔ پچھلی بارہ اور سات ملا کر کل اُنّیس (۱۹) ہو گئیں۔ پس جب بھی نفس انسانی کے اوپر کوئی آفت نازل ہوتی ہے تو انہیں اُنیس کے سبب سے ہوتی ہے لہذا یقینا جہنم کے فرشتوں کی تعداد بھی اُنیس ہو گی۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ چھ دروازے کفار کے لئے جبکہ ایک فُسّاق کے لئے ہے۔ پھر کفار تین امور کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے ایک ترک اعتقاد (ترکِ تصدیق بالقلب) دوسرا ترکِ اقرار (ترک اقرار باللسان) اور تیسرا ترکِ عمل ہے۔ پس ان چھے ابواب میں سے ہر ایک کے مزید تین ابواب ہوئے۔ (6x3=18) اور یہ کل اٹھارہ ہو گئے اور جہاں تک فُسّاق کے

دروازے کا تعلق ہے تو وہاں جہنم کا فرشتہ ترکِ اعتقاد اور ترک قول کی وجہ سے نہیں ہو گا بلکہ ترکِ عمل کے سبب سے ہو گا۔ لہذا اُن کے دروازے پر صرف ایک ہی داروغہ جہنم ہو گا۔ پس مجموعہ اُنیس (۱۹) ہو گیا۔ تیسری اور آخری تعلیل اُنیس (۱۹) کہنے کی یہ ہے کہ کل گھڑیاں (گھنٹے) چوبیس ہوتی ہیں۔ جن میں سے پانچ گھڑیاں پانچ نمازوں میں صرف ہوتی ہیں بقایا اُنیس گھڑیاں بغیر عبادت کے صرف ہوتی ہیں لہذا جہنم کے فرشتے بھی یقیناً اُنیس (۱۹) ہوں گے "[18]

مذکورہ بالا منہج استطراد کاملہ و غیر ضارّہ ہے، اس استطراد میں کلام کے منطقی ربط کا تو خیال رکھا گیا ہے مگر موضوع بحث مقتضٰی حال کے مطابق نہیں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آپ سورہ مدثر کی آیت ۳۰ میں اللہ تعالیٰ جہنم میں فرشتوں کے انیس کے عدد سے مخصوص ہونے کی تعلیل کو ذکر کر رہے ہیں حالانکہ اس سے اگلی آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ خود اُن فرشتوں کے اُنیس (۱۹) کے عدد سے مخصوص ہونے کی تعلیل کو ذکر کر رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں امام رازی کی تعلیل کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ اور اس جگہ یہ تعلیل خود آپ کے مقرر کردہ قاعدے کے خلاف بھی ہے اس لئے کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۶۳ کی تفسیر میں آپ قرآن مجید اور حدیث صحیح پر کسی بھی قسم کی چیز کے اضافے کے مقابلہ میں سکوت کو ترجیح دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:" **ولا شک ان القرآن لا یدل علیه ۔فان ورد خبر صحیح قبل، و الا وجب سکوت عنه** "[19]

لہذا یہ تعلیل تنظیم و ترکیب میں منطقی ربط ہونے کی وجہ سے استطراد کاملہ تو ہو سکتی ہے مگر مقتضٰی حال سے مبرّا ہونے کی وجہ سے استطرادِ غیر ضارّہ سے زیادہ اہمیت کی حامل نہیں ہے۔

استطرادِ ناقصہ و نافعہ

امام رازی مفاتیح الغیب میں سورہ طلاق ۶۵: ۱۲ کی آخری آیت " خَلَقَ سَبْعَ سَمَوٰاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ " کے تحت قال الکلبی کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"الکلبی فرماتے ہیں کہ اُس نے سات آسمانوں کو جو کہ ایک گنبد کی طرح ہیں ایک کو دوسرے کے اوپر تخلیق کیا۔ اور زمین کو بھی بالکل آسمانوں کی طرح تخلیق کیا۔ جو کہ زمین میں آپس میں ملے ہوئے طبقے ہیں جیسا کہ مشہور ہے کہ زمین کے تین طبقات ہیں۔ ایک خالص زمین کا طبقہ ہے جسے طبقہ ارضیہ محضہ کہتے ہیں۔ دوسرا طبقہ طینیہ یعنی مٹی کا طبقہ ہے لیکن یہ خالص مٹی کا طبقہ نہیں ہے۔ اور تیسرا اور آخری وہ کھلا طبقہ ہے جس کا بعض حصہ سمندر میں اور بعض حصہ خشکی پر ہے اور یہی حصہ اب آباد بھی ہے (سات آسمانوں کی تخلیق کی مثل تین زمینوں کی تخلیق کو بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں) اور کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (ومن الارض مثلهن) میں سات آسمانوں کے موافق سات اقالیم لی جائیں اور سیارہ زمین میں ہر اقلیم سے منسوب سات ستارے ہوں۔ پس ان ستاروں میں سے ہر ایک کے خواص ہوں جو زمین کے ہفت اقالیم میں سے ہر اقلیم میں اثر انداز ہوتے

ہوں۔ پس اس اعتبار سے یہ سات زمینیں ہو جاتی ہیں۔ بہر حال مذکورہ بالا دو توجیہات ایسی ہیں کہ جن سے عقل اِبا نہیں کرتی۔ لیکن مفسرین کے اقوال میں ایسی توجیہات کی بھی بھرمار ہے جو کہ خلافِ عقل ہیں۔ مثال کے طور پر یہ جو کہا جاتا ہے کہ آسمان سات ہیں پہلا موج مکفوف، دوسرا پتھر، تیسرا لوہا، چوتھا تانبا، پانچواں چاندی، چھٹا سونا اور ساتواں یاقوت ہے۔ یا وہ قول کہ جس میں ہے کہ ہر آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی کا بھی یہی فاصلہ ہے۔ یہ تمام اقوال اہلِ تحقیق کے نزدیک غیر معتبر ہیں۔ اے اللہ (تو میری مدد کر) نقل متواترہ کے بغیر کوئی حتمی بات نہیں کی جاسکتی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تعداد اس سے بھی زیادہ ہو، اللہ ہی آسمانوں کی حقیقت اور اُس کی کیفیت کو بہتر جانتا ہے۔[20]

مذکورہ بالا منہج استطراد ناقصہ ونافعہ ہے اس میں معلومات کو منطقی ربط کے ساتھ فراہم نہیں کیا گیا ہے۔ کلام میں تعقید ہے ایک مقام پر عبارت مُغلق ہے اس کلام کے لئے استطراد کا لفظ اس جہت سے کہ بات سے بات منطقی انداز میں آگے بڑھ رہی ہے بالکل موضوع نہیں ہے۔ البتہ معلومات مقتضٰی حال کے مطابق فراہم کی گئی ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور اُن کی تعداد سے متعلق کلام کے مفہوم میں ارتکاز ہے۔

استطراد ناقصہ وغیر ضارّہ

امام رازی مفاتیح الغیب میں سورہ بقرہ ۲:۳۱ کی آیت "وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا" کے تحت المسألة السادسة کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"یہ آیت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے، کتاب و سنت اور معقول کی فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ پھر آپ لفظ حکمت کی وضاحت کرتے ہیں اور مقاتل سے قرآن مجید میں لفظ حکمت کی تفسیر کے حوالہ سے چار توجیہات کو بیان کرتے ہیں"[21]

پھر آپ اُن آیات کو ذکر کرتے ہیں جن میں لفظِ "علم" استعمال ہوا ہے[22] پھر آپ فضیلت علم پر احادیث کثیرہ کو بیان کرتے ہیں۔[23] پھر آپ آثار کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور عبداللہ بن مسعود، مصعب بن الزبیر، علی بن ابی طالب، شفیق البلخی، عبداللہ بن مبارک اور ابولیث وغیرہ سے آثار بیان کرتے ہیں۔[24] پھر آپ فرماتے ہیں: "اعلم ان ھھنا وجوھا آخر من النصوص تدل علی فضیلة العلم نسینا ایرادھا قبل ذلك، فلا باس ان نذکرھا ھھنا" [25] "جان لو کہ وہ نصوص جو فضیلت علم پر دلالت کرتی ہیں اُن کی دلالت کی کچھ مزید توجیہات بھی ہیں جن کو ہم پہلے ذکر کرنا بھول گئے تھے لہذا اب یہاں اُن کو ذکر کئے دیتے ہیں" پھر آپ دوبارہ آیات کو بیان کرتے ہیں۔[26] پھر ایک حدیث اور اُس کی تشریح کرتے ہیں، تورات اور انجیل سے علم کی فضیلت کو بیان کرتے ہیں [27] اور پھر فضیلت علم کے باب میں انجیل کے حوالہ سے مقاتل بن سلیمان کی ایک یادداشت کو بیان کرتے ہیں[28] آپ پھر

دوبارہ حیران کرتے ہیں اور نئے سرے سے "اما الاخبار" سے گیارہ احادیث مع تعلیقات بیان کرتے ہیں[29] پھر آپ "الآثار" سے دس آثار بیان کرتے ہیں جس میں صحابہ و تابعین کے علاوہ حکماء اور سقراط کا ایک قول بھی ہے۔[30] پھر آپ "و اما النکت" سے ۸ نکات عجیبہ و غریبہ بیان کرتے ہیں۔ پھر آپ "اما الحکایات" سے گیارہ حکایات بیان کرتے ہیں جن میں امام ابو حنیفہ سے متعلق دلچسپ علمی حکایتیں بھی شامل ہیں۔[31] پھر آپ "اما الشواھد العقلیة فی فضلة العلم" سے فضیلت علم پر عقلی دلائل سے ایک مستقل فصل کا آغاز کرتے ہیں۔[32] پھر "المسألة السابعة" سے علم کی تعریف کے باب میں لوگوں کے اقوال کو ذکر کرتے ہیں اور آغاز ابوالحسن الاشعری سے شروع کرتے ہیں اور پھر معتزلہ کا رد کرتے ہیں۔[33]

پھر المسألة الثامنة میں آپ انتیس (۲۹) ایسے الفاظ مع الدلائل ذکر کرتے ہیں جو لفظ علم کے مترادفات کے طور پر استعمال کئے جا سکتے ہیں۔[34] پھر آخر میں آپ المسألة التاسعة میں "علم آدم . . . الی آخر"، "لا علم لنا . . . الی آخر" اور "الرحمن، علم القرآن" سے اللہ تعالیٰ کے وصف —بایں طور کہ وہ معلم ہے— کا عدم اقتضاء کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لفظ معلم سے اللہ تعالیٰ کا ہر جہت سے ایک ایسا تعارف حاصل ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں اس وصف کا اطلاق اُس اللہ تعالیٰ پر کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ معلم اُسے کہتے ہیں جو تعلیم و تلقین سے پیسے کماتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے لئے وصفِ معلم بغیر تقیید کے صحیح نہیں ہو گا۔[35]

مذکورہ بالا منہج استطرادِ ناقصہ و غیر ضارّہ ہے اس لئے کہ امام موصوف نے اس آیت میں المسألة الاولیٰ سے المسألة التاسعة تک کل نو (۹) مسائل بیان کئے ہیں یہ نو مسائل صفحہ نمبر ۴۳۵ سے ۴۶۸ تک محیط ہیں گویا یہ ۳۳ صفحات پر مشتمل ایک آیت کی تفسیر ہے۔ لیکن امام رازی پہلے "پانچ مسائل" میں ہی اس ایک آیت کی ساری تفسیر شروع کے ۴ صفحات میں مکمل کر لیتے ہیں۔ جبکہ اگلے "چار مسائل" میں ۲۹ صفحات پر مشتمل "علم کی فضیلت" پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جس میں قاری ایک بحث سے دوسری بحث کی طرف خروج کرتے وقت اُس معنیٰ اصلی کو بھول جاتا ہے جو اُس آیت میں بیان ہوا ہے۔ قاری تو دور کی بات خود امام رازی اس استطراد میں ایک جگہ نسیان کا شکار ہوئے ہیں۔[36]

یقیناً استطراد کی اسی قسم کے بارہ میں امام النحو ابو حیان اَندلُسی نے تفسیر کبیر کے متعلق کہا تھا "ومن ھذا سبیلہ فی العلم، فھو من التخلیط و التخبیط فی اقصی درجة . . . فیہ کل شیء الا التفسیر"[37] لیکن حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں مفاتیح الغیب کے دیگر استطرادات کو اس طرح یاد کیا ہے "یقیناً امام فخر الدین رازی نے اپنی کتاب کو اقوال حکما اور فلاسفہ سے بھر دیا ہے۔ آپ ایک بات سے دوسری بات نکالتے ہیں تو دیکھنے والا ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا ہے"۔[38]

۲۔ نظم القرآن

امام رازی سورۃ البقرہ کے آخر میں آیت نمبر ۲۸۵ کے تحت المسألۃ الاولیٰ کے ذیل میں "کیفیت نظم" کے حوالہ سے چار حیران کن توجیہات بیان کرتے ہیں اور سورۃ کے اول و آخر کے نظم کو واضح کرتے ہیں۔[39]
امام رازی سورۃ الانفطار سے اگلی سورت سورۃ المطففین کے آغاز میں فرماتے ہیں:"کہ جاننا چاہئے کہ ماقبل سورۃ کا اس سورۃ سے اتصال بالکل واضح ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ماقبل سورت کے آخر میں صفات قیامت سے جو صفت بیان کی وہ یہ تھی کہ اُس دن کوئی نفس کسی نفس کے لئے کسی شے کا مالک نہ ہو گا اور سارا معاملہ اللہ ہی کے پاس ہو گا۔ پس یہ عظیم دھمکی کسی معصیت و گناہ کے ذکر کا اقتضاء کر رہی تھی۔ یعنی یہ دھمکی کس گناہ کے نتیجہ میں دی جا رہی ہے؟ تو فوراً اُس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے سخت عذاب ہے"[40] اس کے علاوہ دیگر امثلہ بھی موجود ہیں۔[41]

۳۔ سوال و جواب

بعض اوقات امام رازیؒ تفسیر کبیر میں سوال ایجاز جبکہ جواب اطناب کے طریق پر دیتے ہیں۔ اس کی مثال سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۷۳ کے ذیل میں پیش کردہ دو سوالوں کے دو جوابات ہیں۔ اس میں نہایت جامع انداز میں ڈیڑھ سطور میں {فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا} کے تحت اُس جانور کے نوع گائے سے ہونے کی تخصیص اور اُس کے بعض حصے کو مقتول پر مارنے سے متعلق سوالات کئے گئے ہیں۔ سوالات کی نوعیت انتہاء درجہ کی تنقیدی اور ملحدانہ ہے مگر جوابات تسلی بخش انداز میں نو(۹) سطور میں دیئے گئے ہیں اور جوابات کی نوعیت آخری درجہ میں عالمانہ اور مدلل ہے۔[42]
بعض اوقات امام رازیؒ تفسیر کبیر میں اِشکال اطناب جبکہ جواب تعقید کے منہج پر دیتے ہیں۔ اس کی مثال سورۃ آل عمران آیت نمبر ۵۵ کے ذیل میں" وبقی من مباحث هذه الآیة موضع مشکل "سے ۶ اِشکالات میں سے پہلے تین اِشکالات اور اُن کے تین جوابات ہیں۔ آپ نے نہایت تفصیل سے پندرہ سطور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کے غیر پر القاء کے حوالہ سے تین الگ الگ اشکالات پیش کئے ہیں۔ جبکہ آخری دو کے جوابات چار سطور میں مبہم اور مختصر انداز میں پیش کئے ہیں۔ پہلے اشکال کا جواب دو سطور میں نہایت واضح اور مدلل انداز میں دیا ہے۔[43]

۴۔ القراءات

مفاتیح الغیب میں مختلف قرأتوں کو ذکر کیا گیا ہے اور ہر قرأت سے اُس کے الگ معانی نکالے گئے ہیں۔ امام رازیؒ نے قراءات کے حوالہ سے سابقہ تفاسیر سے بہت مدد لی ہے ان تفاسیر میں تفسیر الطبری، تفسیر الثعلبی اور بالخصوص تفسیر کشاف ہیں۔[44]

امام رازی مفاتیح الغیب میں {مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ } کی تفسیر کے تحت "الفائدة الثانية" کے ذیل میں لفظ "مالك" کی قراءات بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قرّاء نے اس کلمہ (مالك) میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے "مالك يوم الدين" جبکہ بعض نے "ملك يوم الدين" پڑھا ہے۔ اب جن لوگوں نے "مالك يوم الدين" پڑھا ہے ان کی چھ (٦) توجیہات و دلائل کو آپ نے قلمبند کیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اُن قرّاء کی تین توجیہات کو ذکر کیا ہے جو "مالك" کی بجائے "مَلِك" پڑھنے کو اولیٰ گردانتے ہیں۔ تین اور چھ کے تعدد میں آپ کی ترجیح اظہر من الشمس ہے۔ پھر اس کے بعد امام رازی "ثم نقول: انه يتفرع على . . . الخ" سے اُن احکام کو ذکر کرتے ہیں جو "مَلِك" پڑھنے یا "مالك" پڑھنے سے متفرع ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے آپ اول الذکر سے پانچ جبکہ مؤخر الذکر سے چار احکام کا تفرّع کرتے ہیں۔[45]

۵۔ الاحادیث

مفاتیح الغیب میں احادیث پر زیادہ اعتماد نہیں کیا گیا۔[46] مگر منہج احادیث کے باب میں مفاتیح الغیب زمخشری کی کشاف اور بیضاوی کی اسرار التاویل سے ایک بلند مقام پر کھڑی ہے۔ امام رازیؒ نے سورۃ الاخلاص کے شروع میں فضائل سورۃ پر احادیث رقم کی ہیں۔ آپ کا اُن احادیث کو شروع میں ذکر کرنے کی وجہ اُس زمانہ اور قدیم مفسرین کی تقلید سے مخالفت اور صرف سورۃ الاخلاص کے فضائل کو ذکر کرنا اصل میں زمخشری اور بیضاوی کی سی تفاسیر سے اختلاف کا اظہار ہے کہ جن میں ہر سورۃ کے آخر میں اکثر موضوع احادیث فضائل کے باب سے رقم کی گئی ہیں۔[47]

امام رازی کا دل و وجدان ہمیشہ سے تفسیر "ماثوری" سے معمور تھا مگر عقل و خرد کے تیز نشتر اکثر "اثر" پر اثر انداز ہوتے تھے۔ پہلے کی مثال سورۃ المدثر کی آیت ۲۶ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے آغاز اور پھر اُسی پر تکیہ کرکے نحوی قاعدے کو بیان کرنا ہے۔[48] اس ایک سطر کی تفسیر میں آپ کی نفسیات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں آپ نے یہ نہیں کہا کہ "سقر تعریف و تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور اس کی ایک دلیل ابن عباس کا یہ فرمان ہے کہ سقر جہنم کے ایک چھٹے طبقے کا نام ہے" بلکہ یوں فرمایا ہے کہ "ابن عباس نے فرمایا کہ سقر جہنم کے چھٹے طبقے کا ایک نام ہے اور یہ فرمان اُس لفظ میں دو منع صرف تعریف اور تانیث کے پائے جانے کی دلیل ہے۔" جبکہ دوسرے کی مثال سورہ یونس کی آیت نمبر ۹۱ ہے کہ جس کی تفسیر میں السوال الثالث کے تحت امام رازی جامع ترمذی اور مسند احمد کی حدیث صحیح[49] پر اعتماد کرتے ہوئے نظر نہیں آتے اور "الاقرب انه لا يصح" سے عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں اس حدیث کا رد کرتے ہیں۔[50]

امام رازی قرآن کی تفسیر پہلے قرآن سے کرتے ہیں پھر خبر صحیح سے کرتے ہیں اور اگر قرآن کی کسی آیت کی وضاحت قرآن اور حدیث صحیح سے نہ ہو رہی ہو تو سکوت اختیار کرتے ہیں [51] لیکن قرآن کی کسی آیت کا مفہوم قرآن ہی سے اصول و قواعد کی روشنی میں متبادر ہو رہا ہے اور حدیث صحیح و غیر صحیح اُس متبادر مفہوم سے کسی بھی صورت میں مطابقت نہ کھا رہی ہو تو آپ اُس حدیث کی تفسیر چاہے وہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو— کی بجائے اُس تفسیر کو اختیار کرتے ہیں جو قرآن بزعم موصوف خود اپنی کر رہا ہوتا ہے۔[52]

۶۔ الشعر

مفاتیح الغیب میں معنی لغت اور استعمال نحو و بلاغت کے لئے اشعار سے بھی استشہادات کئے گئے ہیں اور یہ چیز آپ کے ادب لغت عربیہ میں وسعت ثقافت اور علمی بوقلمونی پر دال ہے۔[53] امام رازی مفاتیح الغیب میں سورۃ الضحٰی کے ذیل میں {وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى} کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں پس ابو عبید، مبرد اور زجاج کہتے ہیں کہ "سجی" "ساکت و خاموش معنی میں ہے جیسے کہا جاتا ہے "ليلة ساجية" یعنی ساکت و خاموش رات ایسی رات جس میں ہوا نہ چل رہی ہو یا جیسے کہا جاتا ہے "عين ساجية" یعنی جھکی ہوئی آنکھ اور "سجی البحر" اُس وقت کہا جاتا ہے جب دریا کی موجیں تھم جائیں اور طغیانی ختم ہو جائے جیسا کہ شاعر دعا کرتے ہوئے کہتا ہے۔

يا مالك البحر اذا البحر سجی

اے خدائے بحر! جب دریا خاموش تھا[54]

۷۔ بلاغت

امام رازی نے مفاتیح الغیب میں بلاغت کے مباحث کو زمخشری کی تفسیر کے مقابلہ میں بہت کم وارد کیا ہے لیکن جہاں کہیں بھی ان سے تعرض کیا ہے تو انتہائی قوت اور وضاحت سے کیا ہے۔[55] امام رازیؒ مفاتیح الغیب میں سورۃ التکویر کی آیت ۱۸ کے ذیل میں فرماتے ہیں: {وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ} کہ صبح گواہی دیتی ہے کہ جب وہ چمکنے لگے، میں کیفیت مجاز کے حوالہ سے دو قول ہیں ایک قول میں تو تنفس میں "نَفَس" بذات خود مجاز بن جاتا ہے بایں طور کہ صبح کی آمد آمد پر باد صبا کے ٹھنڈے جھونکے چلتے (نَفَس) ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس میں ایک ایسی تاریک شب غم کی طرف تشبیہ ہے جو بالکل ساکت و خاموش ہے اور جس کا دل غم سے بھرا ہوا ہے پھر جب وہ رات سانس (نَفَس) لیتی ہے تو اُسے خوشی ملتی ہے پس یہاں بھی جب صبح طلوع ہوتی ہے تو وہ اس غم و درد سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسی چیز کو تنفس سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ ایک لطیف استعارہ ہے۔[56]

۸۔ اسباب النزول

مفاتیح الغیب ہر بڑی تفسیر کی طرح اسباب النزول سے مملو ہے۔ ہر وہ آیت یا آیات جو کسی شان نزول کی معرفت پر

موقوف ہوں، امام رازی نے اُس سے تعرض ضرور کیا ہے۔ مفاتیح الغیب میں اسباب النزول عام طور پر سند کے بغیر ہیں لیکن وہ سند زیادہ تر صحابہ یا تابعین تک جاتی ہے۔[57]

امام رازی نے سورۃ الفلق کے ذیل میں "ذکروا فی سبب نزول ھذا السورۃ وجوھا" سے سورہ فلق کے نازل ہونے کی تین وجوہات بیان کی ہیں اور تیسری توجیہ کو اختیار کرتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اہل سنت و جماعت کی توجیہ کا اثبات اور معتزلہ کی رائے کی عقلی و نقلی بنیادوں پر نفی کی ہے۔[58] ان آٹھ (۸) مشہور مناہج کے علاوہ ذیل میں بارہ (۱۲) امکانی و عمومی مناہج بھی مفاتیح الغیب میں موجود ہیں۔

۹۔ استدلال واستنباط[59] ۱۰۔ رد معتزلہ[60] ۱۱۔ رد مشبّہ و کرّامیہ[61]
۱۲۔ رد اقوال تشیع[62] ۱۳۔ مناظرہ رازی[63] ۱۴۔ امتزاج نحو و فلسفہ[64]
۱۵۔ فصول و تقسیمات مضامین[65] ۱۶۔ تعرُّضِ آیاتِ سابقہ کتبِ الٰہیہ[66]
۱۷۔ الروایات[67] ۱۸۔ آراء المفسرین[68]
۱۹۔ تتبع کشاف[69] ۲۰۔ نحو ولغت[70]

جائزہ: مفاتیح الغیب میں مذکورہ بیس (۲۰) مناہجِ مستنبَطہ میں سے گیارہ مناہج (۱، ۲، ۳، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵) جو کہ مفاتیح الغیب کا پچاس سے ساٹھ فیصد ہیں امام رازیؒ کی خالص قوت مدرِکہ و مستنبِطہ و مستخرِجہ کا شہکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام رازی مفاتیح الغیب میں ہمیشہ اپنی "رائے" کے اظہار میں واضح نظر آتے ہیں۔ جبکہ بقیہ نو (۹) مناہجِ مستنبَطہ "تفسیر بالماثور" سے عبارت ہیں۔

نتیجہ (منہجِ اعظم / نفسیاتِ رازیؒ)

مفاتیح الغیب میں امام رازی کے منہج کو سائنسی بنیادوں پر تلاش کیا جا چکا ہے. وہ منہج (کشادہ راستہ) کہ جس کی طرف باقی تمام مناہج پگڈنڈیوں کی حیثیت سے جا ملتے ہیں. وہ منہج جو آپ کی شخصیت و نفسیات کا خمیر اور عین العین ہے. اس کا نام "الرّائے" ہے۔

تنقید بر منہج رازیؒ بحوالہ امام شاطبیؒ

امام شاطبیؒ کا یہ "اصول شریعت" مفاتیح الغیب کے منہج کو درجہ مردود میں شمار کر کے مفاتیح الغیب کو تقریباً نصف کے قریب فنا کر دیتا ہے۔

اصول شریعت

وہ شریعت کہ جس کے ساتھ نبی اُمی ﷺ عربوں کی طرف بالخصوص اور عجمیوں کی طرف بالعموم مبعوث ہوئے... ضروری تھا کہ وہ شریعت اُس چیز پر ہو جو کہ ان کا معہود ذہنی (متعارف و معلوم) ہو۔ اور صرف عرب قوم ہی تھی

کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے (نبی امی کی شریعت میں) اُمیّت کے باب سے بیان کیا تھا اس کا عہد (معلومِ ذہنی) کر سکتی تھی۔ پس شریعت اُمی ہوئی۔[71]

دلیل: امام شاطبیؒ دلیل میں فرماتے ہیں: اگر وہ شریعت ان عربوں کے معہود ذہنی کے مطابق نہیں تھی تو پھر وہ شریعت (قرآن) اُن کے لئے "معجِز" نا ہوتی۔ اور پھر یقیناً وہ عرب قوم "عجز" کے اِقتضاء سے نکل جاتی اور وہ یہ کہتی کہ یہ قرآن ہمارے عہد (متعارف و معلوم) کا غیر ہے۔ اور اس کلام کی ہم کوئی ذمہ داری نہیں لیتے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارا کلام ہمارے ہاں سمجھا بھی جاتا ہے اور معروف (عربوں کے عرف و زبان کے مطابق) بھی ہوتا ہے اور یہ کلام (قرآن) نا سمجھا جا رہا ہے اور نا ہی یہ ہمارے عرف سے ہے اور اس طرح اُن پر حجت نا قائم ہو سکتی ... لیکن وہ عرب قوم اس حجت کے ظاہر ہونے کے نتیجہ میں جھک گئی اور یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ شریعت (قرآن) اُن کے علم و عرف کی مثل تھی لیکن وہ اس کی مماثلت سے عاجز تھے[72]

نتیجہ اول (عامہ)

ما تقرر من امیة الشریعة وانها جاریة علی مذاهب اهلها۔ وهم العرب. امی شریعت سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ اس شریعت کے اہل یعنی قومِ عرب کے مذاہب پر جاری ہوتا ہے۔ اسکے بعد آپ ایک عمومی نتیجہ نکالتے ہیں اور تفاسیر کے منہج پر نقد و نظر کا اہتمام کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: "لوگ قرآن مجید کی تعریف کے "دعوی" میں متجاوز ہوئے ہیں اور انہوں نے ہر اُس علم کو اسکی طرف منسوب کر دیا ہے جسے متقدمین یا متاخرین میں سے کسی نے ذکر کیا تھا۔ جیسے علمِ طبیعیات، ریاضی، منطق، حروف اور اِنہیں کے مشابہ دیگر تمام علوم کہ جن پر ان فنون کے ماہرین نے نظر کی تھی اور یہ (دعوی)۔ہم پیچھے اصول شریعت اور اسکی دلیل میں ذکر کر چکے ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔ اور اس لئے بھی صحیح نہیں ہے کہ سلف صالحین میں سے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین قرآن اور علوم القرآن اور جو کچھ قرآن میں ودیعت ہے اس کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور ان اصحاب میں سے کسی کی طرف سے بھی ہم تک اس حوالہ سے کوئی ایسی بات نہیں پہنچتی سوائے اس کے جو کہ پیچھے (ان عربوں کے مخصوص علوم میں مخصوص معرفت کے باب سے) مذکور ہے۔۔۔"[73]

نتیجہ ثانی (خاصہ)

امام شاطبیؒ اعتقادات کے باب میں بالخصوص متکلمین کی منطقی اور فلسفیانہ جَولانیوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ..."مزید بر آں جو چیز ہمارے موقف پر دالّ ہے وہ یہ ہے کہ وہ تمام "امور" جو کہ متکلمین اور باحثین کے ہاں اصل کا درجہ رکھتے ہیں ان "امور" میں صحابہ کرام کی طرف سے غور و خوض ہم تک پہنچا ہی نہیں ہے۔ اور نہ ہی صاحب شریعت ﷺ سے کوئی ایسی بات پہنچی ہے۔ اور صحابہ کی اقتداء کرنے

والے تابعین بھی اُسی چیز پر ہیں کہ جس پر صحابہ تھے۔ بلکہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے امور الٰہیہ وغیرہ میں غور وخوض کرنے پر نہی آئی ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:"لوگ سوال کرنے سے ہر گز نہیں پیچھے ہٹیں گے۔ یہاں تک کہ وہ کہیں گے کہ یہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے تو پھر اللہ کو کس نے تخلیق کیا؟" اور کثرت سوال کی ممانعت بھی ثابت ہے۔ اور بے معنیٰ چیزوں -عام ازیں کہ وہ اعتقادات کے باب سے ہوں یا عملیات کے باب سے ہوں میں پڑنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔[74]

مقدمات

مفاتیح الغیب میں امام رازی کے منہج اعظم "الرائے" کے تناظر میں امام شاطبیؒ کے مذکورہ بالا "اصول شریعت" کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

مقدمہ اول: قرآن اُمیوں (عربوں، صحابہ) کے "عرف" وفہم کے مطابق نازل ہوا ہے۔

مقدمہ ثانی: قرآن کا اُن عربوں کے لئے معجز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن عربوں کے عرف و فہم کے مطابق نازل ہوا ہے۔

مقدمہ ثالث: لہٰذا وہ تمام تفاسیر جو عربوں کے عرف وفہم کا غیر ہیں وہ تقول علی اللہ و رسولہ [75] کے مصداق اللہ اور اس کے رسول پر بہتان باندھنے کے مترادف ہیں۔

مقدمہ رابع: حدیث کی رو سے تنزیہات میں فلسفیانہ موشگافیوں سے روکا گیا ہے۔ لہٰذا وہ متکلمین کہ جن کی تفاسیر میں آیات تنزیہہ میں "کلام" موجود ہے "فوقعت فی ظلمۃ"[76] کے مصداق ان کے نفوس تاریکیوں میں بھٹکے ہوئے ہیں۔

نتیجہ

مقدمہ اول تمام سائنسی، دنیاوی، منطقی اور فلسفیانہ علوم کا قرآن سے اسقاط کرتا ہے۔ چونکہ امام شاطبیؒ کے نزدیک قرآن حساب وکتاب سے بے بہرہ ان پڑھ (اُمیوں) عربوں کو انہیں کے "عرف و فہم" میں نبی امی ﷺ کے واسطہ سے ملا ہے۔ لہٰذا قرآن کی فہم کے لئے نا ہی ان علوم کو نیہ و فلسفہ کی ضرورت ہے اور نا ہی ان کا مکلّف کیا گیا ہے۔

مقدمہ ثانی اسی مقدمہ اول کی دلیل ہے جو کہ بالکل واضح ہے۔

مقدمہ ثالث میں ان تفاسیر کا رد کیا گیا ہے کہ جن میں بھانت بھانت کے علوم کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو امام شاطبیؒ کے مطابق صحابہ تو کیا شارع علیہ السلام کے بھی وہم وگمان میں نہیں تھے۔ جیسا کہ تفسیر رازی کے شروع میں امام رازیؒ "اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم" کے صرف پہلے دو لفظوں "اعوذباللہ" سے دس ہزار (ممکن الحصول)

مسائل کا "استخراج" کرتے ہیں یا جیسے امام رازی سورۃ الطلاق ۶۵: ۱۲ کی آخری آیت میں علم تنجیم کے زیر اثر سات اقالیم میں سات ستاروں کے اثرات کے اِمکان کے استدلال کو بیان کرتے ہیں ان دونوں اوران جیسی سینکڑوں مثالوں [77] میں امام رازی نے امیوں کے فہم کی پیروی نہیں کی۔

مقدمہ رابع میں ایک حدیث سے متکلمین بالخصوص امام رازی کی سی تفاسیر کارد کیا گیا ہے جیسا کہ مفاتیح الغیب میں آیات تنزیہہ میں موجود شبہات کو عقلی وفلسفیانہ طور پر رفع [78] اور صفات اللہ کے باب میں فِرقِ باطلہ کارد [79] کیا گیاہے۔ان دونوں اور ان جیسی سینکڑوں مثالوں میں امام رازی نے متشابہات میں پڑ کر "حدیث" کی مخالفت بالخصوص اور امیوں کے "عرف وفہم " سے انحراف بالعموم کیاہے۔

اصول ھٰذا کارد اور منہج رازی کا دفاع

الشیخ عبداللہ دراز (المتوفی ۱۹۳۲ء) امام شاطبیؒ کے مستنبطہ اصول شریعت کو دلائل قاطعہ و معارضہ و مناقضہ سے الموافقات میں تعلیق کرتے ہوئے رد کرتے ہیں۔

ردّ دلیل

شیخ کے ردّ دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کی مراد کا عربوں کے معہود کے مطابق ہونے کا مقصود وغایت یہ نہیں ہے، جسے امام شاطبیؒ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں کہ علوم کونیہ وفلسفہ امیوں کی شریعت کا غیر ہے بلکہ مقصود وغایت محض یہ ہے کہ اکثر لوگوں کو شریعت پر عمل پیرا ہونے کیلئے اس کی فہم حاصل ہو جائے اور اگر قرآن بالفرض علوم کونیہ وفلسفہ کی بنا پر ہو تا تو یقیناً اکثر لوگ (عربی وامی) اُسے سمجھنے سے قاصر ہوتے۔اسکے بعد آپ واضح اور محسوس انداز میں فرماتے ہیں: کہ امام شاطبیؒ نے اپنے مقدمات میں ان امیوں کے " عرف وعہد " سے اس قرآن کی عدم مطابقت کو حجت کے قائم ناہونے پر محمول کیا ہے۔حالانکہ یہ بات معلوم و معروف ہے کہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا اور ان عربوں کے ہاں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل یہی چیز تھی کہ وہ کلام جو انہیں کی جنس سے ہے انہیں پر حجت قائم کر رہاہے۔اس وجہ سے حجت قائم نہیں کر رہا کہ وہ ان کے "عرف ومعہود " سے ہے جیسا کہ امام شاطبیؒ کا نظریہ ہے بلکہ اس وجہ سے حجت قائم کر رہاہے کہ وہ کلام جو اُن کی جنس سے ہے وہ اسکے "اسلوب" پر قادر نہیں ہیں بلکہ عاجز ہیں [80]

رد دلیل بطریق معارضہ

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗ بَلٰى قٰدِرِيۡنَ عَلٰٓى اَنۡ نُّسَوِّىَ بَنَانَهٗ (القیامۃ ۷۵ :۳۔۴) کیا انسان یہ سمجھ رہاہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے ؟ کیوں نہیں ؟ ہم تو اس کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے پر قادر ہیں۔

شیخ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں منکرین قیامت سے خطاب ہے جو کہ دوبارہ ہڈیوں کے آپس میں جڑ جانے کے منکر تھے۔ تو اللہ نے ان سے کہا کہ اچھا کیا تم ان ہڈیوں کے دوبارہ مجتمع ہونے کو ناممکن سمجھتے ہو۔(پھر اللہ "بلیٰ" سے فرماتا ہے) ہڈیوں کو مجتمع کرنا تو بہت آسان ہے ہم تو اس سے بھی پیچیدہ اور مشکل کام کر سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم تمہاری انگلیوں کے پوروں کو بھی ٹھیک (شناخت سے تم راہ فرار نہیں پا سکتے) ویسا بنا سکتے ہیں جیسا کہ اب ہیں۔
شیخ معارضہ کرتے ہیں:"

ان ھٰذا لایعرفه العرب ووجه الیهم الخطاب به

"یعنی یہ چیز عربوں کا معہود و عرف ہی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خطاب کے ذریعہ سے ان کو اسکی طرف توجہ دلائی۔

لیکن اس راز سے پردہ اس زمانہ میں اٹھا ہے۔ اور اس علم کی بنیاد پر "علم تشبیه الاشخاص" یا" بصمة الاصبع "(Fingerprints) کی بنیاد پڑ چکی ہے اور "تحقیق الشخصیة" کے نام سے ایک ادارہ بھی وجود میں آچکا ہے جس میں اسکی اور دیگر امور کونیہ کی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ آخر میں شیخ فرماتے ہیں: کہ جو کوئی اس خطاب کے فہم کی طرف توجہ کرے گا وہ اس سے آج بھی صانع حکیم و قادر پر استدلال کر سکتا ہے [81]

رد دلیل بطریق مناقضہ

شیخ عبد اللہ دراز امام شاطبیؒ کے اس فرمان..." اکثره من الاخبار بالغیوب التی لم یکن للعرب بهاعلم "کو بنیاد مان کر آپ کے اصول شریعت پر "مناقضہ" قائم کرتے ہیں اسلئے کہ مضمون میں آپ امام نے فرمایا:"علم تاریخ اور امم ماضیہ کے اخبار میں زیادہ تر غیب کی خبریں تھیں کہ جن کا عربوں کو کچھ علم نہیں تھا۔"

شیخ فرماتے ہیں کہ امام شاطبیؒ کا یہ جملہ ان کے شریعت کے مستنبَطہ اصول میں نقض وارد کرتا ہے اور اس جملہ سے ہمارے بیان کردہ موقف کی تائید ہوتی ہے کہ قرآن کا عربوں کے ہاں موجود جاری وساری چیزوں سے ہونا لازم نہیں آتا اسلئے کہ قرآن نے ان کی صحیح چیزوں کی تصحیح کی اور اس میں مزید اضافہ بھی کیا اور باطل چیزوں کا ابطال کیا ۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ امام شاطبیؒ کا اپنے موقف کی تائید میں طویل وعریض تکلفات سے تعرض کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے ساتھ اس لئے مبعوث کئے گئے کہ وہ پوری انسانیت کو۔ان کے علم و عمل میں بہتری کی خاطر ان کی عقول و مہمات کی توجیہ ، جس چیز میں وہ غلطی پر ہیں اس کی تصحیح اور جس کو وہ نہیں جانتے اس کی تعلیم کے ذریعہ سے۔عام ازیں ان ساری چیزوں کی اصل عربوں کے ہاں موجود ہو یا نا ہو۔اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں۔[82]

ردّ دلیل بطریق درایت حدیث

امام شاطبیؒ نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ الفاظ کی معمولی سے کمی وزیادتی کے ساتھ "صحیح بخاری"[83] "صحیح مسلم"[84] اور اسی طرح سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں بھی مختلف رواۃ کے ساتھ موجود ہے۔ جیسا کہ صاحب عمدۃ القاری نے کہا ہے[85] امام بخاریؒ اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ خوف طوالت کے باعث رواۃ سے قطع نظر حدیث کا متن یہ ہے:

قال رسول الله ﷺ:یاتی الشیطان احدکم فیقول:من خلق کذا؟من خلق کذا؟حتی یقول: من خلق ربک؟ فاذابلغه فلیستعذبالله ولینته

ترجمہ: تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے: اس چیز کو کس نے تخلیق کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے: تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا ہے۔ پس جب وہ یہاں تک پہنچے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ اللہ کی پناہ مانگے اور باز رہے۔

امام مسلمؒ اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں: قال رسول اللہ ﷺ: لایزال الناس یتساءلون حتی یقال: هٰذا : خلق الله الخلق، فمن خلق الله ؟فمن وجد من ذٰلك شیئا فلیقل : آمنت بالله ترجمہ: اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ لوگ ہمیشہ سوال کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پس جو شخص اس سے کسی شک میں پڑے تو اسے چاہئے کہ وہ کہے: میں تو اللہ پر ایمان لایا۔

اس حدیث کی شرح میں اگر امام شرف الدین الطیبیؒ (المتوفی ۷۴۳ھ) امام ابو عبد اللہ المازری (المتوفی ۵۳۶ھ) اور امام النوویؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) کا درایت حدیث کے حوالہ سے نظریات کا مطالعہ کیا جائے تو آخری دو حضرات نظری و عقلی خواطر و شبہات کو اس حدیث کے تحت ذکر ہی نہیں کرتے اس لئے کہ جو شبہات عقلی طور پر پیدا ہوتے ہیں اُن کو عقلی دلائل کے ساتھ رفع کرنا ضروری ہوتا ہے۔[86] مزید بر آں "المُوافقات" کوئی فقہ واحکام یا قصص وامثال کی نوعیت کی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ شریعت کے مقاصد اور اصول بیان کرتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جس میں انسان دین وشریعت کی روح کے اعماق میں اتر کر اس کے ذہن اور دماغ پڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ حساس ترین سنجیدہ اور پیچیدہ علاقہ ہے جہاں ایک نَرْوْ (Nerve) پر غلط دباؤ وجود کے ایک حصہ کو مفلوج کر سکتا ہے۔ اور یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے کہ امام الشاطبیؒ کے اس اصول سے جو اس باب میں انہوں نے اخذ بھی اس حدیث سے کیا کہ جسکی درایت میں شدید اختلاف تھا۔ سینکڑوں تفاسیر وکتب مرتبہ استناد سے ساقط ہو گئیں۔ اور نتیجۃً مفاتیح الغیب میں امام رازی کا منہج اعظم (الرائے) بھی ساقط ہو گیا۔

لہٰذا مفاتیح الغیب میں امام رازی کا منہج "الرائے" آج بھی اور ہمیشہ اپنے تمام اسرار و رموز اور عجائب و غرائب کے ساتھ بحکم اللہ تعالیٰ قائم و دائم اور اہل علم کے لئے مشعلِ راہ رہے گا۔

ماحصل

امام رازی کی شخصیت کا ظہور تاریخی عمل کا نتیجہ یا پھر اللہ کی سنت ہے۔ اس لیے کہ تفسیر رازی کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ سیدنا محمد ﷺ سے لیکر صحابہ و تابعین، تبع تابعین اور آپ تک کے جمیع ادوار کے اسلامی تاریخی و ثقافتی اور دینی و علمی وراثت کے سچے وارث ہیں۔ مفاتیح الغیب کی عربی عبارات اسلاف کے اس تاریخی ورثہ کی گواہی دیتی ہیں اور اُس پُر فتن دور میں جہاں سینکڑوں کی تعداد میں فرق باطلہ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کی روایت کے چراغ مصطفوی کو عقل و خرد کے طوفانوں سے بجھانے کی کوشش میں تھے اور علامہ ابن جوزی خدائی القاء پا کر "تلبیس ابلیس" کو لکھنا شروع ہو گئے تھے اللہ نے اس مرد مومن کے منطقی و فلسفیانہ دلائل کے ہاتھوں ان فرق باطلہ کے نظریات کے قلعوں کو پاش پاش کر دیا اور اسلامی علمی ورثہ کی حفاظت فرمائی۔ اس تحقیق کے نتیجہ میں جو "وجدان" حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر بالفرض والمحال امام رازی کے دور میں ابو بکر و علی ہوتے تو تفسیر کبیر گیارہ جلدوں کی بجائے تفسیر اکبر کے نام سے سو مجلدات میں ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و حوالہ جات

[1](i) الرازی، فخر الدین، محمد، **مفاتیح الغیب**، (بیروت: دار الفکر، الطبعۃ الاولیٰ 2005ء) 5/1
Al-Razi, Fakhruddin, Muhammad, *Mafatih-al-Ghaib*, (Beirut:Dar-ul-Fikr,1st Edition:2005) 1:5

(ii) العماری، علی محمد حسن، ڈاکٹر، **الامام فخر الدین الرازی حیاتہ وآثارہ**، (الجمھوریۃ العربیۃ المتحدۃ: الکتاب الثالث: 1969ء)، 12.
Al-Imari, Ali Muhammad Hassan, Dr., *Al-Imam Fakhruddin Al-Razi Hiyatuho wa Asaruh*, (United Arab Republic: 3rd Edition:1969) 12.

(iii) ابن کثیر، اسماعیل، **البدایۃ والنھایۃ** (دمشق: دار ابن کثیر، الطبع الثانی 2010)، 34/15
Ibn-Kathir, Ismael, *Al-Badayat Wa-Al-Nahaya*, (Damsascus: Dar Ibn-Kathir, 2nd Edition, 2010,) 34:15

[2] (i) الرازی، **مفاتیح الغیب**، 12/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:12

(ii) العماری، حیاتہ وآثارہ، 210
Al-Imari, *Hiyatuho wa Asaruh*,210

[3] العماری، حیاتہ وآثارہ، 202
Al-Imari, *Hiyatuho wa Asaruh*,202

[4] ابن کثیر، **البدایۃ والنھایۃ**، 35/15
Ibn-Kathir,*Al-Badayat Wa-Al-Nahaya*,15:35

[5] الاندلسی، ابو حیان محمد بن یوسف، **البحر المحیط فی التفسیر** (بیروت: دار الفکر، الطبعۃ: 1420ھ) 547/1

Al-Andlosi, Abu Hayan Muhammad Bin Yousuf, *Albahr ul Moheet Fittafseer* (Beirut: Dar ul Fikr, 1420ah) 1:547

[6] الطوفی، سلیمان بن عبدالقوی، **الاکسیر فی علم التفسیر**، (بیروت: مکتبہ دارالاوزاعی، الطبع: 1989ء)، 55

Al-Toofi, Suleman Bin Abdul Qavi, *Al-Akseer Fi Elmittafseer* (Beirut: Darul Aozaee, 1989)55

[7] ابوالکلام آزاد، **ترجمان القرآن**، (لاہور: اسلامی اکیڈمی، الفضل مارکیٹ) 47/1

Abul Kalam Azad, *Tarjman ul Quran* (Lahore :Islami Academy)1:47

[8] الیافعی، ابو محمد عبداللہ بن اسعد، **مراۃ الجنان (بیروت:** دارالکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولی 1997) 7/4

Al-Yafaee, Abu Muhammad Abdullah Bin Asad, *Mirat ul Jinan* (Beirut: DKI, 1st Edition 1997) 4:7

[9] حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطینی، **کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون**، (بغداد: مکتبۃ المثنی، 1941ء) 427/1

Haji Caliph, Mustafa Bin Abdullah Al Qustantini, *Kashf ul Zunoon An Usama al kutubee wal fanon* (Baghdad: Maktaba Almusanna, 1941) 1:427

[10] سعیدی، علامہ غلام رسول، **تبیان القرآن**، (لاہور: فرید بک سٹال، الطبع السادس 2011ء) 595/12

Saeedi, Allama Ghulam Rasool, *Tibyan ul Quran* (Lahore :Farid Book Stall, 6th Edition 2011)12:595

[11] اگناز گولڈزیہر، **مذاہب التفسیر الاسلامی**، مترجم: دکتور عبدالحلیم النجار، (مصر: مکتبہ الخانجی، 1955ء)، 146

Ignaz Goldziher, *Mazahib ul Tafseer al Islami*, Translator: Dr Abdul Haleem Al-najjar, (Egypt: Maktaba Alkhanji, 1955) 146

[12] عثمانی، مولانا محمد تقی، **علوم القرآن** (کراچی: مکتبہ دارالعلوم 2018) 503

Usmani, Molana Muhammad Taqi, *Uloom ul Quran* (Karachi: Maktaba Dar ul Uloom, 2018,) 503

13 (i) العماری، **حیاتہ وآثارہ**، 161-187

Al-Imari, *Hiyatuho wa Asaruh*,161-187

(ii) سعیدی، **تبیان القرآن**، 594/12

Saeedi, Allama Ghulam Rasool, *Tibyan ul Quran*,12:594

14 ابن منظور، جمال الدین، **لسان العرب**، (بیروت: دارالفکر 2015ء) 201/2

Ibn Manzoor, Jamal u Deen, *Lisan ul Arab*,(Beirut: Dar ul Fikr2015),2:201

15 غیاث الدین، **غیاث اللغات** (کراچی: ایچ ایم سعد کمپنی) 500

Ghiyas ul deen, *Ghiyas al Lughat*, (Karachi: HM Saad Comp.).500

16 الجرجانی، علی بن محمد، **کتاب التعریفات (لاہور:** مکتبہ رحمانیہ)، 19

Al Jurjani, Ali Bin Muhammad, *Kitab altareefat* (Lahore: Maktaba Rahmania) 19

17 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 18/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:12

18 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 182/11

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:182

19 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 122/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:122

20 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 36/11

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:36

21 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 438/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:438

22 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 439/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:439

23 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 440/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:440

24 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 441/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:441

25 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 452/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:452

26 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 446/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:446

27 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 448/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:448

28 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 449/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:449

29 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 449/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:449

30 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 451/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:451

31 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 453/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:453

32 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 458/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:458

33 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 461/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:461

34 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 463/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:46

35 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 408/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:408

36 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 446/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:446

37 الاندلسی، **البحر المحیط**، 547/1
Al-Andlosi, *Albahr ul Moheet*, 1:547

38 حاجی خلیفہ، **کشف الظنون**، 427/1
Haji Caliph, *Kashf uzanoon*, 1:427

39 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 120/2
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 2:120

40 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 109/11
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:109

41 (i) الرازی، **مفاتیح الغیب**، 66/11
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:66

(ii) الرازی، **مفاتیح الغیب**، 109/11
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:109

42 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 121/1
Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:121

43 الرازی، **مفاتیح الغیب**،65/3

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 3:65

44 (i)الرازی، **مفاتیح الغیب**،10/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:10

(ii)العماری، **حیاتہ وآثارہ**،126

Al-Imari, *Hiyatuho wa Asaruh*,126

45 الرازی، **مفاتیح الغیب**،212/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:212

46 الرازی، **مفاتیح الغیب**،10/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:10

47 العماری، **حیاتہ وآثارہ**، 127

Al-Imari, *Hiyatuho wa Asaruh*,127

48الرازی، **مفاتیح الغیب**،181/11

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:181

49[ان جبریل جعل یدس فی فیی فرعون الطین خشیۃان یقول لاالہ الااللہ فیرحمہ اللہ] کہ جبریل فرعون کے منہ میں کیچڑ ڈال رہے تھے اس خوف سے کہ کہیں وہ لاالہ الااللہ نہ کہہ دے اور نتیجۃ اللہ تعالیٰ اُسے معاف کردے۔

50 الرازی، **مفاتیح الغیب**،132/6

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 6:132

51 (i)الرازی، **مفاتیح الغیب**،187/6

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 6:187

(ii)الرازی، **مفاتیح الغیب**،90/6

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 6:90

(iii)الرازی، **مفاتیح الغیب**،122/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:122

52 الرازی، **مفاتیح الغیب**،121/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:121

53 الرازی، **مفاتیح الغیب**،10/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:10

54 الرازی، **مفاتیح الغیب**،194/11

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:194

55 العماری، **حیاتہ وآثارہ**،130

Al-Imari, *Hiyatuho wa Asaruh*,130

56 الرازی، **مفاتیح الغیب**،66/11

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:66

57 (i)الرازی، **مفاتیح الغیب**،11/1

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 1:11

(ii)العماری، **حیاتہ وآثارہ**،133

Al-Imari, *Hiyatuho wa Asaruh*,133

58 الرازی، **مفاتیح الغیب**،174/11

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 11:174

59 الرازی، **مفاتیح الغیب**،23/2

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 2:23

60 الرازی، **مفاتیح الغیب**،162/4

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 4:162

61 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 63/3

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 3:63

62 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 73/3

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 3:73

63 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 73/3

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 3:73

64 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 96/4

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 4:96

65 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 63/3

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 3:63

66 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 288/10

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 10:288

67 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 141/9

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 9:141

68 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 162/4

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 4:162

69 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 141/9

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 9:141

70 الرازی، **مفاتیح الغیب**، 288/10

Al-Razi, *Mafatih-al-Ghayb*, 10:288

71 الشاطبی، ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ، **الموافقات فی اصول الشریعۃ** (القاہرہ: دارالحدیث، 2006ء) 309/1

Al-Shatibi, Abo Ishaq Ibraheem Bin Moosa, *Al Muwafqat Fi Usool alshareea* (Cairo : Dar ul Hadith,2006) 1:309

72 الشاطبی، **الموافقات**، 309/1

Al-Shatibi, *Al Muwafqat*, 1:309

73 الشاطبی، **الموافقات**، 315/1

Al-Shatibi, *Al Muwafqat*, 1:315

74 الشاطبی، **الموافقات**، 322/1

Al-Shatibi, *Al Muwafqat*, 1:322

75 الشاطبی، **الموافقات**، 317/1

Al-Shatibi, *Al Muwafqat*, 1:317

76 الشاطبی، **الموافقات**، 323/1

Al-Shatibi, *Al Muwafqat*, 1:323

77 جیسے نظم القرآن، محمد ﷺ کی نبوت، فضیلت، اور سید المرسلین ہونے پر" استدلالات" وغیرہ وغیرہ

78 مفاتیح الغیب میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 116 میں امام رازی نے واجب الوجود دو ہونے اور پھر غیر متناہیت کے ممتنع ہونے کی وجہ سے غیر متناہی اور دو سے زائد الٰہ ہونے کے ابطال اور ایک ہی واجب ہونے کے اثبات و"استدلال" کو-جو کہ حدیث مذکورہ کا ایک طرح سے عقلی جواب بھی ہے-ذکر کیا ہے۔

79 مفاتیح الغیب میں جا بجا معتزلہ، مشبہ و کرامیہ اور باطنیہ کے نظریات کے مردود ہونے پر"استدلال" کیا گیا ہے

80 الشاطبی، **الموافقات مع تعلیق شیخ عبداللہ دراز، 309/1**

Al-Shatibi, *Al Muwafqat Ma Taleeq Shaikh Abdullah Draz*, 1:309

81الشاطبی، **الموافقات مع تعلیق شیخ عبداللہ دراز**، 310/1
Al-Shatibi, *Al Muwafqat Ma Taleeq Shaikh Abdullah Draz*, 1:310
82الشاطبی، **الموافقات مع تعلیق شیخ عبداللہ دراز**، 311/1
Al-Shatibi, *Al Muwafqat Ma Taleeq Shaikh Abdullah Draz*, 1:311
83البخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری** (بیروت: دارالکتب العلمیۃ 2017) 600، رقم 3276
Al Bukhari, Muhammad Bin Ismael, *Saheeh Al Bukhari* (Beirut: DKI 2017) 600, No.3276
84مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم** (بیروت: دارالکتب العلمیۃ 2016ء)، 67، رقم 134
Muslim Bin Hajjaj, *Saheeh Muslim* (Beirut:DKI, 2016.),67, No.134
85العینی، بدر الدین، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الثانیہ، 2009ء) 235/15
Al-Aeni, Badr ul deen, *Umdat ul Qari Sharah Saheeh Al Bukhari* (Beirut: DKI, 2009, 2nd Edition)15:235
86(i) العینی، **عمدۃ القاری**، 236/15
Al-Aeni, *Umdat ul Qari*,15:236
(ii) النووی، الامام محی الدین، **شرح صحیح مسلم** (بیروت: دارالمعرفۃ، الطبعۃ الخامسۃ: 2008) 333/1
Al Navavi, Al Imam Mohy aldeen, *Sharah Saheeh Muslim* (Beirut: Dar ul Marifa, 5th Edition 2008)1:333